



هفت روزة

الاخبار

مجلس الوزراء
الاستاذ الدكتور
محمود عيسى
مدير التحرير

شعبنا
شعبنا
شعبنا

١٨ جنوري < ١٩٥٠ء

يک از مطبوعات اخبار خدام الدين

اللہ تعالیٰ کی نیک بندیاں

حبیب عجمی کی بی بی حضرت عمرہ کا ذکر

یہ ساری رات عبادت کرتیں جب اخیر رات ہوتی تو خاوند سے کہتیں خاوند آگے چل دیا تم پیچھے سوئے رہ گئے۔ ایک بار ان کی آنکھ دکھنے آئی کسی نے پوچھا کئے گئیں۔ میرے دل کا درد اس سے بھی زیادہ ہے۔

خاندانہ - سیدہ خدا کی محبت کا ایسا درو پیدا کرو کہ سب درد اس کے سامنے نہ ہو جائیں

حضرت امۃ الجلیل کا ذکر

یہ بڑی عابدہ زاہد تھیں۔ ایک بار کئی بزرگوں میں گفتگو ہوئی کہ ولی کیسا ہوتا ہے۔ سب نے کہا کہ آدمۃ الجلیل سے چل کر پوچھیں۔ غرض ان سے پوچھا۔ فرمایا ولی کی کوئی گھڑی ایسی نہیں ہوتی جس میں اس کو خدا کے سوا کوئی اور دھندا ہو۔ جو کوئی اس کو دوسرا دھندا بتلائے وہ جھوٹا ہے۔ خاندانہ - کیسی شان کی بی بی تھیں۔ کہ بزرگ مرد ان سے ایسی باتیں پوچھتے تھے۔ اور انہوں نے کیسی اچھی پیمان بتلائی۔ حبیبیہ تم بھی اس کی طرح کرو۔ اور اپنے سارے دھندوں سے زیادہ خدا کی یاد کا دھندا کرو۔

حضرت عبیدہ بنت کلاب کا ذکر

ابک ابن دینار ایک بڑے کامل بزرگ ہیں۔ یہ بی بی ان کی خدمت میں آئی خاتی تھیں۔ بیٹھے بزرگ ان کا رتہ راہہ بصر سے زیادہ بتلائے ہیں۔ ایک شخص کو کہتے تھے شاکر آدمی پورا مستحق جب ہی ہوتا ہے کہ جب اس کے نزدیک خدا کے پاس جانا ہو چڑھیں۔ یہ سن کر غش کھا کر گر پڑیں۔

خاندانہ - خدا کے پاس جانے کا کیسا شوق تھا کہ ذکر میں کر غش آگیا۔ اب یہ حال ہے کہ موت کا نام نہ لپند نہیں۔ اس کی وجہ صرف دنیا کی محبت ہے۔ کہ جانے کو بھی نہیں چاہتا۔ اس کو دل سے نکالو جب نوا کے بیان گویا چاہتا گا حضرت عقیقہ عابدہ کا ذکر ایک اور بہت سے عابدہ لوگ ان کے

پاس آئے اور کہا کہ ہمارے لئے دُعا دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اتنی گنہگار ہوں کہ اگر گناہ کرنے کی سزا میں آدمی کو چھڑا جو جایا کرتا تو میں بات بھی نہ کرتی۔ یعنی کوئی ہو جاتی۔ لیکن دُعا کرنی مستحب ہے۔ اس لئے دُعا کرتی ہوں۔ پھر سب کے لئے دُعا کی۔

خاندانہ - دیکھو ایسی عابدہ زاہد ہو کر بھی اپنے کو ایسا عاجز گنہگار سمجھتی تھیں اب یہ حال ہے کہ ذرا دو تین تسبیحیں پڑھنے لگیں۔ اور اپنے کو بزرگ سمجھ لیا۔ خدا تعالیٰ کو بڑائی ناپسند ہے۔ ہر حال میں اپنے کو کمتر سمجھو۔ اور کچھ بھی ہے سینکڑوں عیب ہر حالت میں بھرسے رہتے ہیں۔ پھر عبادت کے ساتھ ان کو بھی دیکھو۔ تو کبھی بڑائی کا خیال نہ آئے۔

حضرت شعوانہ کا ذکر

یہ بہت روئیں اور یوں کہتیں کہ میں چاہتی ہوں کہ آنا روؤں کہ آنا باقی نہ رہیں پھر خون روؤں اتنا کہ بدن بھر میں خون نہ رہے۔ ان کی خادمہ کا بیان ہے کہ جب سے میں نے ان کو دیکھا ہے ایسا فیض ہوا ہے کہ کبھی دنیا کی رغبت تھا کہ نہیں ہوتی۔ اور کسی مسلمان کو حقیر نہیں سمجھا۔ حضرت فضیل بن عیاض بڑے مشہور بزرگ ہیں وہ ان کے پاس جا کر دُعا کرتے

خاندانہ - خدا کے خوف سے یا محبت سے رونا بڑی دولت ہے۔ اگر رونا نہ گئے رونے کی صورت ہی بننا لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ کو عاجزی پر رحم آ جائے گا۔ اور پوچھو بزرگوں کے پاس بیٹھنے سے کیسا فیض ہوتا ہے۔ جیسا ان کی خادمہ نے بیان کیا۔ تم بھی نیک صحبت ڈھونڈنا کرو۔ اور بڑے آدمی سے بجا کرو۔

حضرت آمنہ رملیہ کا ذکر

ایک بزرگ ہیں بشر بن عارض وہ ان کی زیارت کو آتے۔ ایک دفعہ حضرت بشر بیمار ہو گئے۔ یہ ان کو پوچھنے نہیں احمد بن حنبل جو بہت بڑے امام ہیں۔ وہ بھی پوچھنے آ گئے۔ معلوم ہوا یہ آمنہ

ہیں رملہ سے آئی ہیں۔ امام احمد نے بشر سے کہا کہ ان سے ہمارے لئے دُعا کرو۔ بشر نے دُعا کے لئے کہا۔ انہوں نے دُعا کی کہ اسے اللہ بشرم اور احمد دوزخ سے پناہ جانتے ہیں۔ ان دونوں کو پناہ دے۔ امام احمد کہتے ہیں کہ رات کو ایک پیر آدمی سے کہا۔ اس میں بسم اللہ کے بعد لکھا ہوا تھا کہ ہم نے منظور کیا۔ اور ہمارے یہاں اور بھی نعتیں ہیں۔

خاندانہ - سبحان اللہ کیسی دُعا مقبول ہوئی۔ حبیبیہ یہ سب برکت تاجداروں کی ہے۔ جو خدا کا حکم پورا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا سوال پورا کرتے ہیں۔ پس حکم ماننے میں کوشش کرو۔

حضرت سمیرت بن یزید بن ابی الفوارس کا ذکر

جب ان کا بچہ مرتا اس کا سر گود میں رکھ کر کہتیں کہ تیرا بچہ ہے آگے جانا اس سے بہتر ہے کہ مجھ سے پیچھے رہتا۔ مطلب یہ کہ تو آگے جا کر مجھ کو بخشو دیا۔ اور خود بھی روتی تھی۔ جیسا جانتے تھے۔ اور اگر میرے پیچھے زندہ رہتا تو بھی سینکڑوں گناہ کرتا اور خدا جانے جتنوں کے قابل ہوتا یا نہ ہوتا۔ اور فراتین کو میرا صبر بہتر ہے۔ تیرا ہی سے اور فراتین کے اگرچہ جدائی کا افسوس ہے لیکن ثواب کی اس سے زیادہ خوشی ہے۔ خاندانہ - ہر کسی کے مرتے کے وقت اگر یہی باتیں کہہ کر بھی نہ بھایا کرو تو انشاء اللہ تعالیٰ کا فی ہے۔

حضرت سیدہ نفیسہ بنت جن بن یزید بن جن

بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر

یہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خانا سے ہیں۔ کیونکہ حضرت عائشہؓ کے جوہرے میں زید بن آن کی پوتی ہیں۔ شعلہ میں گدیں پیدا ہوئیں۔ عبادت ہی میں اٹھان ہوا۔ امام شافعی بہت بڑے امام ہیں۔ جب وہ مصر میں آئے تو ان کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ خاندانہ - بیویو۔ علم اور بزرگی وہ پھر ہے کہ اتنے بڑے امام ان کی خدمت میں آتے تھے تم بھی دین کا علم حاصل کرو۔ اس پہل کرو۔ تاکہ بزرگی حاصل ہو۔

لے۔ حالت عودہ پر ہی الشان بہت تھام رہی تھیں حال کے کچھ دل بردا تو بھی بہت تھام رہا تھا اور شعلہ میں اٹھ دینی تاکہ یقین اس کا بھی نقد استعمال تھا۔

خبر ہفت روزہ اسلام الدین لاہور

برطانوی وزارت عظمیٰ میں تبدیلی

برہنہ سامراجیت کے علمبردار وزیر اعظم برطانیہ اپنے عہدہ سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ بظاہر سیکرٹری کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ ان کی صحت خراب ہو گئی ہے۔ اس لئے وہ مستعفی ہو گئے۔ لیکن یہ قرین قیاس نہیں صحت کی بحالی کے لئے وہ بیرون ملک گئے۔ اور واپسی پر اعلان کیا گیا کہ اب وہ حکومت میں۔ پھر خرابی صحت کا کیا سوال؟ حقیقت یہ ہے کہ وہ مصر میں وہ کرگزشتہ ہیں، جس کی انہیں اب تاب نہیں۔ ایک طرف تو ہزاروں بے گناہ مصریوں کی روحیں ان کا قہقہہ کرتی رہیں اور ہزاروں لاوارث انسانوں۔ بچوں اور بیوگان کی ہر دعا میں کوتاہی رہیں۔ اور دوسری طرف خود اہل برطانیہ کی محتجب نظروں سے وہ نظریں نہیں ملا سکتے تھے۔ کیونکہ انہوں نے سب کچھ کمایا اور برطانیہ کے لئے کچھ حاصل نہ کیا۔

نہر سوز میں برطانیہ کی عزت کیلئے نہیں بلکہ وہ پوری دولت مشترکہ کو لے کر فوجی دیکر کہ دولت مشترکہ ہی کے اراکین اور ان جنگ میں اخراج شدہ کی واسطے سے، برطانیہ کو بیچا دکھا رہے تھے۔ پھر مصر کے عزائم میں فرق نہ آیا۔ صدر مصر آج پہلے سے زیادہ دھوکے سے برطانیہ کے ساتھ گفت و شنید کرنے کو ٹھکراتے ہیں۔ برطانوی وزیر اعظم اپنی برکداری سے قوم کی نظروں سے گزر گئے۔ لیکن مصری صدر اپنی خودداری کی بدولت نہ صرف ملت کی نظر میں بلکہ ساری دنیا کی نظروں میں بلند ہو گئے۔ مصر نے بیسوں ملکوں کو اپنا حلیف بنایا۔ لیکن برطانیہ نے جارحیت کے باعث امریکہ جیسا دوست نہ ہوا۔

نصر اب برطانیہ کو بھوک بھوک کر قدم رکھنا پڑے گا۔ نہر سویر کے بارے میں مصر کو ہر طرح مضطرب کرنا ہوگا۔ یہ دونوں ملکوں پر مصر برطانیہ کے لئے مفید ہوگا۔ وہ کچھ روسی کا حشر ظاہر ہے۔ کسی کو متنبہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

جلد ۲، یکم جمعہ ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۴ھ، ۸ جنوری ۱۹۵۵ء، شمارہ ۳۶

ہمارا دفاع

احساس نہیں کرنا چاہئے۔ آج کل لڑائیاں غلامی حوصلے بہت اور ثابت قدمی پر لڑی جاتی ہیں۔ اگر خدا خواستہ عوام لڑائی کے لئے تربیت یافتہ اور تیار نہ ہوں تو بڑی سے بڑی مضبوط فوج موثر طور پر کام نہیں کر سکتی۔

ایک افسوسناک خبر

قادیان کرام نے یہ خبر روزناموں میں دیکھی ہوگی کہ چین جو پاکستانی کپاس کا بڑا خریدار ہے، اس نے خرید اس لئے بند کر دی ہے کہ پاکستانی ایکسپورٹرز کپاس کی جنس کا وہ مییار برقرار نہیں رکھ سکے جس کا انہوں نے عہد کیا تھا۔ کس قدر افسوس کی بات ہے۔ کہ ہمارے ملک کے برادریات تاہر نہ صرف اندرون ملک میں قطع و گرائی پیدا کر کے عوام کو بھوک ننگ سے دوچار کرتے ہیں بلکہ بیرون ملک میں بھی ان شرناک حرکات کا مظاہرہ کر کے پاکستان کی ساکھ کو بڑھ گاتے ہیں۔ اور مالی طور پر نقصان پہنچاتے ہیں۔ برآمد کنندگان کوئی معمول آدمی نہیں قانون جہاں گرفت کرنے سے بچتا ہے۔ یہ لوگ اس طبقہ سے متعلق ہیں ان لوگوں کا قلع قمع کرنے کے لئے ہمارے خیال میں کسی اہل اور درخواست کی ضرورت نہیں۔ اس قدر ملکی مفاد کے متعلق حکومت خود سوچ سکتی ہے کہ پاکستان کی صنعتی اور زراعتی ترقی کیشے نا ہی کی برآمد پر ہے۔ اور اگر ایسے قریبی دشمن عناصر برٹشے رہتے تو پاکستان کی ترقی کی کیا رفتار ہوگی اور بیرون دنیا میں پاکستان کا وقار کیا ہوگا۔

۱۔ صدر مملکت نے عسکری افسروں کی ایک تقریب میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کی فوجوں کو مختصر ترین وقفہ کے فاصل پر تیار رہنا چاہئے۔ آپ نے کہا کہ کشمیر کی سرحدوں سے آپ نے اپنے پر حملہ بھارت کی جانب سے کامیابی سے ہو سکتا ہے۔ لہذا پاکستان کی فوجوں کو اسی لحاظ سے مضبوط اور ہوشیار ہونا چاہئے۔ آپ نے دفاعی معاہدوں کی ضرورت پر زور دیا اور کہا کہ موجودہ ایسی دور میں غیر جانبداری کی پالیسی مفید نہیں ہے۔ صدر مملکت کی تقریر فی الواقع اہم ہے۔ ہم ہر ملک کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہوتا پاکستان کا دفاع مضبوط سے مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ قوم اس فوج میں جائز طور پر ملکی فوجیوں سے توقعات رکھ سکتی ہے۔ کہ وہ موقع آتے پر اپنے مذہب اور قومیت کے شایان شان کارنامے انجام دیں گے۔ پاکستان کے دفاع پر ہماری سہولتوں اور کوششوں کی قیمت پر گراں ہر سرمایہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ اور قوم اس کا بدل بھی وصول کر سکتی ہے۔ کہ وقت پڑے پر فوجی وطن عزیز کی سرحدات کی حفاظت خاطر خواہ طور پر کھمبے گئے۔

جب صدر مملکت ملکی دفاع پر کشمیر کے مسئلہ نگاہ سے بول رہے تھے تو ان کی تقریر میں عوامی فوجی تربیت کے متعلق اشارہ نہ کیا جا رہا ہے۔ موجودہ زمانے میں لڑائی کے وقت فوجی اور عوام برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ بالخصوص پاکستان میں سابقہ پنجاب کا بارڈر تمام کا تمام محاذ سے ملتا ہوا ہے۔ ہمارا دفاع اسی طریقہ سے ہو سکتا ہے جبکہ عوام کی فوجی طرح تربیت یافتہ ہوں۔ ان مواقع پر ملک میں حالات میں سے گزرتا ہے۔ اس کے

ہفت روزہ اسلام الدین لاہور میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ - یوم الجمعہ ۹ - جمادی الثانی ۱۳۷۶ھ - ۱۱ - جنوری ۱۹۵۷ء

انسان کی ترقی کا صحیح مفہوم

(ارضیاب شہید التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شہید ابوالہ صا وازلا - لاہور)

انسان دو چیزوں سے مرکب ہے

برادران اسلام! آج کل آپ کو ہر جگہ سے انسان کی زبان سے ترقی کا لفظ سننے میں آئیگا۔ حتیٰ کہ سکولوں کے بچوں کی زبان پر بھی یہ لفظ دواں ہے۔ مثلاً کوئی کہتا ہے کہ فلاں شخص نے بڑی ترقی کی ہے۔ معمولی چھابڑی فروش تھا۔ اور آج اس کی دکان میں ہزاروں کال ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ فلاں بازر نے بڑی ترقی کی ہے۔ میٹرک پاس کر کے ملازم ہوا تھا۔ ملازمت بھی کرتا رہا۔ اور پانچوہواں امتحان بھی دیتا رہا۔ یہاں تک کہ ایم۔ اے کیا۔ اور آج کل فلاں کالج میں پروفیسر ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ فلاں زمیندار نے بڑی ترقی کی ہے۔ پہلے معمولی زمیندار تھا۔ اور آج کل بہت بڑا زمیندار بن گیا ہے۔ اتنی زمین کا مالک ہے کہ گوشت کو بیس ہزار روپیہ سالانہ مالیانہ ادا کرتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ مسلمانوں کی اکثریت کے ذہن میں ترقی کے معیار اسی قسم کے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ کتاب و سنت کی روشنی میں دیکھا جائے۔ تو ایک تو ترقی کے یہ معیار اصلاحی نہیں ہیں۔ یہ ترقیاں تو ایک کافر اور مشرک کو حاصل ہو سکتی ہیں۔ اور دوسری چیز یہ ہے کہ ترقی کی یہ سب باتیں فتنی ہیں۔ انسان مرا اور یہ سب ترقیاں ختم ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بندوں کو اسی دنیا کی زندگی میں وہ ترقی کرانا چاہتا ہے۔ جو مرے کے ساتھ ختم نہ ہو جائے۔ بلکہ اس ترقی کا اثر مرنے کے بعد قبر میں بھی ساتھ جائے۔ اس ترقی کا فائدہ اس انسان کو قبر میں بھی ملے۔ بلکہ جب قیامت کے دن لیڈان بخشیں آئیں۔ اس وقت بھی وہ ترقی انسان کو کام آئے۔ اور دواں بھی آرام پائے۔ میدانِ عشرت کے حباب و کتاب سے فائز ہونے کے بعد بھی اسی ترقی کی بدولت اسے ایسی جگہ ٹھہرایا جائے۔ جہاں بھی کوئی تکلیف نہ ہو اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے امن۔ چین اور خوشحالی کی زندگی بسر کرتا رہے۔ آج کل محرم و شہادت میں یہ عاجز قرآن مجید کی روشنی میں اسی ترقی کو پیش کرنا چاہتا ہے۔ دانشمندی میں یشا۔ الٰہی صراطِ مستقیم۔

دونوں کا حدیث شریف سے ثبوت

حدیث شریف سے ثابت ہے۔ کہ عورت کے حاملہ ہونے کے بعد چار چیزیں تک بچے کا وجود مکمل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اس وجود میں روح عالم ملکوت سے لا کر ڈالی جاتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ گوشت۔ پوست۔ ہڈیوں کا ڈھانچہ یہیں تیار ہوتا ہے۔ اور روح عالم ملکوت سے لا کر ڈالی جاتی ہے۔

دونوں کی غذا

نمبر اول جسم کی غذا

انسان کا بدن چونکہ اشیاءِ ارضیہ سے بننا ہے یعنی ماں باپ سے سبزیاں۔ ترکاریاں۔ اناج۔ مہوہ جاتا ہے۔ اس غذا سے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے لپو پیدا ہوا۔ اور اس لپو سے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا نام سے مٹی پیدا کی۔ جو انسان کے وجود کا بیج ہے۔ اس بیج کو ماں کے پیٹ میں ڈال کر انسان کا وجود بنایا۔ اب اس وجود انسانی کی غذا بھی زمین سے پیدا شدہ چیزیں ہوگی۔ یعنی جب اس وجود سے نقل و حرکت پیا کر کوئی کام آیا جائیگا۔ تو اس کی طاقت ختم ہو جائے گی۔ پھر دوبارہ طاقت پیدا کرنے کے لئے بھی زمین سے پیدا شدہ چیزیں اسے کھانی پلائی جائیں گی۔ تاکہ پھر اس کے وجود میں نئی قوت پیدا ہو۔ اور انسان پھر اپنا کام کر سکے۔

نمبر دوم روح کی غذا

یہ پہلے عرض کر چکا ہوں کہ روح عالم ملکوت

سے لائی گئی ہے۔ یعنی جس جہاں میں فرشتے رہتے ہیں۔ وہاں سے لا کر اسے جسم کے بچے میں قید کیا گیا ہے۔ بادشاہوں کا یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی جاؤ کو اپنے اصلی وطن سے پکڑ کر کسی جگہ میں لا کر بند کر دیتے ہیں تو اسے وہی غذا ملتی ہے جس سے وہاں کے لوگ کھاتے ہیں۔ لہذا وہاں کے لوگ کھاتے ہیں۔ اور ساتویں کو زندہ چوسے دیتے جاتے ہیں۔ اسی قاعدے کی بنا پر انسان کی روح کو روزانہ ذکر الٰہی کی غذا لازمی طور پر ملنی چاہئے۔ کیونکہ عالم ملکوت میں رہنے والے فقط اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی مسرور رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ نہ کوئی اور چیز کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں انسان کا مرتبہ

اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کو دیکھا جائے تو اس کے یہ نمبر ہیں۔ معدنیات۔ ان سے اوپر نباتات۔ ان سے اوپر حیوانات۔ ان سے اوپر انسان۔ اس سے اوپر ملائکہ عظام۔

ترقی اور تنزل کے لغوی معنی

ترقی کے معنی اوپر چڑھنا ہے۔ اور تنزل کے معنی نیچے اترنا ہے۔ انسان سے اوپر درجہ فرشتوں کا ہے۔ اس لئے انسان کی ترقی کا صحیح مفہوم یہ ہوگا۔ کہ انسان اپنے اندر ملائکہ عظام (فرشتوں کی خصوصیات پیدا کرے۔ اور اس کا تنزل یہ پیدا ہوگا کہ اپنے سے نیچے درجے والے جو حیوان ہیں ان کی صفات میں تیز گام ہو جائے۔ مثلاً بیل۔ اور گھوڑے رات کو خوب پیٹ بھر کر کھا لیتے ہیں۔ پھر سارا دن بوسے ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ اور ترقی پانچ انسان انسانہ باخراطر ہو یہ ہوگا کہ ایک دن میں پانچ مرتبہ کھائیں۔ ایک بیڈنی۔ جو صبح سویرے سترے ہی میں پیتے ہیں۔ دوسرا بریک فاسٹ یعنی ناشتہ۔ تیسرا ڈنر دہر کا کھانا۔ چوتھا ایونگ تیسرے پہر کی چاد۔ پانچواں لچ رات کا کھانا۔ یعنی تہذیب میں یہ پانچ وقت کی عبادت بھی ایک ترقی کی مثال ہے۔ ترقی کی دوسری مثال لحاظ ہو جائے زمانے میں ہمارے بچے دادا امی کے ہاتھوں ہی کو استعمال کرتے تھے۔ مثلاً چائے پینے سے تو امی کے پیالے میں ڈالکر پی لیتی۔ مکس کھانا ہو۔ تو رات کی بچی ہوئی باسی روٹی پر رکھ کر کھا لیا۔ اب ماشاء اللہ بڑی ترقی ہو گئی ہے۔ کہ چاء کے سٹ قہا قہم کے دایر سے آتے ہیں۔ ان میں پی جاتی ہے۔ مکس ڈیل روٹی کے ٹوساں پر لگا کر کھا جاتا ہے۔

وَمِنْ قَوْمِهِ قَبِيلٌ اَنْ يَنْجِسَ فَعَمِيْنٌ اَهْلُ الْجَنَّةِ
وَمِنْ قَوْمِهِمُ الْاَلَمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِمْ بَهَاغَاتِ
قَبْلِ اَنْ يَضْمَ فَعَمِيْنٌ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَهَاجِرَانِ

ترجمہ - شدا مین اوسے سے روایت ہے - کہا -
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - میلہ استغفار
یہ ہے کہ تو کہے - اے اللہ تو میرا رہے -
تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں - تو نے مجھے پیدا
کیا ہے - اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں نے تجھ
سے جو ایمان اور خاص تیری فرمانبرداری کرنے کا
عہد کیا ہے اس پر قائم ہوں - اور جو تو نے (اچھڑے
کا وعدہ کیا ہے - اس کا اہیدہ دار ہوں - اپنی قربت
کے مطابق اس کا پابند ہوں - جو بُرائی میں نے کی ہے
اس (کے شر) سے بچنے کے لئے تیری پناہ میں
آتا ہوں - تیرے احسان جو مجھ پر ہیں - ان کا اقرار
کرتا ہوں - اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں
تو مجھے بخش دے - کیونکہ تیرے سوا گناہوں کو کوئی
بخش نہیں سکتا - آپ نے فرمایا - جس شخص نے یہ
کلمے دن کو کہے ایسے حال میں کہ وہ ان پر یقین
کرنے والا تھا - پھر اس دن شام سے پچھلے مر گیا -
تو وہ ہشتیوں میں ہو گا - اور جس شخص نے یہ
کلمے رات کو کہے - ایسے حال میں کہ وہ ان کلموں
پر یقین کرنے والا تھا - پھر وہ صبح ہونے سے
پچھلے مر گیا - تو وہ ہشتیوں میں سے ہو گا -

ترجمہ - ابن مسی سے روایت ہے - کہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - سب انسان
راہیاء علیہم السلام اس سے مستثنی ہیں خطا کار
ہیں - اور اچھے خطا کار وہ ہیں جو اللہ کے بعد
توبہ کرنے والے ہیں -

ترقی کا صحیح مفہوم یہ ہے
کہ فرشتوں کی طرح انسان بھی استغفار کرنا
و طیفہ بنائے - اور رحمتہ للعالمین علیہ الصلوٰۃ
والسلام اسی استغفار کو روزمرہ کو اپنا طیفہ
بنانے کی تعلیم دے رہے ہیں - گویا کہ آپ
یہ چاہتے ہیں - کہ آپ کی اُمت کا ہر فرد
ترقی کر کے ملائکہ عظام کی صفات سے
مستفیع ہو جائے -

فرشتوں کی طرح انسان بھی استغفار کرنا
و طیفہ بنائے - اور رحمتہ للعالمین علیہ الصلوٰۃ
والسلام اسی استغفار کو روزمرہ کو اپنا طیفہ
بنانے کی تعلیم دے رہے ہیں - گویا کہ آپ
یہ چاہتے ہیں - کہ آپ کی اُمت کا ہر فرد
ترقی کر کے ملائکہ عظام کی صفات سے
مستفیع ہو جائے -

فرشتوں کی طرح دوسروں کیلئے دعا مغفرت
برداران اسلام - آپ کو یاد ہے - کہ عام
طور پر مسلمان نماز کے ہر آخری قعدہ
میں یہ دعا پڑھتے ہیں - رَبِّ ارْحَمْنِیْ
مِنْ عَذَابِ الصَّلَاةِ وَ مِنْ ذُرِّ النَّاسِ وَ رَبَّنَا
دَعَا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا
وَمَنْ قَدْ سَلَّمَ عَلَيْنَا مِنْ أَهْلِ الدِّیْنِ
مَنْ سَلَّمَ عَلَيْنَا مِنْ أَهْلِ الدِّیْنِ
مَنْ سَلَّمَ عَلَيْنَا مِنْ أَهْلِ الدِّیْنِ

میں برسے بھاری ہو گئے - رحمن کو یاد ہے
راہور وہ دو گئے) سبحان اللہ و بحمدہ سبحان
اللہ العظیم ہیں -

ترجمہ - ابن مسی سے روایت ہے - کہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جس شخص نے دن
کسی حصہ میں سبحان اللہ و بحمدہ ایک سو مرتبہ
پڑھا - اس کے گناہ کو بیٹے جایش گئے -
اگرچہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں -

ترجمہ - ابن مسی سے روایت ہے - کہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جس شخص نے دن
کسی حصہ میں سبحان اللہ و بحمدہ ایک سو مرتبہ
پڑھا - اس کے گناہ کو بیٹے جایش گئے -
اگرچہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں -

اصلی ترقی انسان کی یہ ہے
برداران اسلام - آپ نے ملاحظہ فرمایا -
شیعہ المؤمنین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ
والسلام ان اذکار البیہ کی تلقین فرما رہے
ہیں - جو فرشتے کرتے رہتے ہیں - اصلی ترقی
انسان کی تو یہ ہے - کہ اپنے اندر ایسے
اوصاف پیدا کرے - جو ملائکہ عظام کے ہیں -

فرکان شریف کی گزشتہ آیت میں آپ
سُن گئے ہیں - کہ چونکہ وہ خود تو گناہوں
سے پاک ہیں - اس لئے زمین پر رہنے
والوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت
کی دعا کرتے رہتے ہیں - چونکہ انسان خود
گناہ کرتا ہے - اس لئے یہ اپنے لئے بھی
اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگے گا -
اور دوسروں کے لئے بھی - رحمتہ للعالمین
کی اپنی رحمت کو تلقین استغفار ملاحظہ ہو -
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ
اَنْ تَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ وَرَبِّكَ اَللّٰهُ اَلْاَسْمَاءُ
عَبْدُكَ وَ اَنَا غُلَامُكَ وَ رَحْمَتُكَ
مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ
اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِكَ عَنِّيْ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ
قَارِعَتِيْ فَاتَكُنْ لِيْ فِیْ كُلِّ حَرْفٍ اَلَمْ تَكُنْ لِيْ
قَالَ وَ مِنْ قَوْمِهِمُ الْاَلَمِيْنَ وَ مِنْ قَوْمِهِمُ الْاَلَمِيْنَ

یوم یوم الحساب ۵) ترجمہ - اے مجھے یہ
مجھے ہمیشہ نماز پڑھنے کی تلقین عطا فرما اور میری اولاد
کو بھی (نماز کی تلقین عطا فرما) اے ہمارے رب
میری دعا قبول فرما - اے ہمارے رب مجھے بخشیت
اور میرے مال باپ کو بخش دے - اور سب مومن
کو بخش دے - جس دن حساب ہوگا - (یعنی قیامت
کے دن) برداران اسلام - آپ نے ملاحظہ
فرمایا - کہ ہر مسلمان کو یہ تلقین کی گئی ہے
کہ اپنے بھائیوں کے لئے دعا مغفرت
کرے - یہی صفت ملائکہ عظام میں تھی -

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں - کہ
مجھے اور اس جمعہ میں حاضر ہونے والے
ہرمرد اور ہر عورت کو اور ان کے علاوہ
تمام مسلمانوں کو صحیح معنی میں ترقی کرنے
کی تلقین عطا فرمائے - اور دُنیا سے نصرت
ہونے سے پہلے ترقی کے منازل طے
ہو جائیں - آمین یا اللہ العلیین -

مفید نادر کتابیں

۱-۸-۵۰	احسن الکلام بروح خمس	۵۰-۸-۵۰
۱-۶-۵۰	مکملہ تفسیر	۵۰-۶-۵۰
۱-۶-۵۰	دل کا سرور یا مشق کمال	۵۰-۶-۵۰
۱-۱۲-۵۰	تبریز النواظر	۵۰-۱۲-۵۰
۱-۸-۵۰	صرف ایک اسلام	۵۰-۸-۵۰
۱-۴-۵۰	مسک خزانہ	۵۰-۴-۵۰
۱-۴-۵۰	پائیں دلائل	۵۰-۴-۵۰
۱-۱-۵۰	سیف نغزانی	۵۰-۱-۵۰
۱۵	ذوالقرآن مولا محمد بخش امین صاحب قرنی	۱۵
۱۵	حقیقت مہیا بیست	۱۵
۱-۸-۵۰	خلیات مولانا احمد علی صاحب	۵۰-۸-۵۰
۱-۱-۵۰	دوم	۵۰-۱-۵۰
۱-۱-۵۰	سوم	۵۰-۱-۵۰
۱-۴-۵۰	چہم	۵۰-۴-۵۰
۱-۴-۵۰	پنجم	۵۰-۴-۵۰
۱-۴-۵۰	ششم	۵۰-۴-۵۰
۱-۰-۵۰	مجلس ذکر	۵۰-۰-۵۰
۲-۸-۵۰	پنچتریں رسائل کا سٹ	۵۰-۸-۵۰
۲-۸-۵۰	پانچوں تفاسیر مجلد	۵۰-۸-۵۰
۱-۴-۵۰	مشاورۃ المشکوٰۃ	۵۰-۴-۵۰

مکتبہ خدام الدین
شیرانوالہ گیٹ لاہور

عہدِ نبوت

(راجناب حمید مسلمہ اے۔ جک ۱۲۷۔ جڑاوالہ)

وہ اک انسان کامل نقطہ تخلیق قدرت ہے
نظیر اس مرد کامل کی یہی تشریف بعثت ہے
عدو اقرار کرتے تھے سراپا خلق و رحمت ہے
نمونہ ذات اقدس کا عمل کو خوب سیرت ہے
کہوں گر جامع اوصاف اعلیٰ تھے صداقت ہے
مُبَیِّنِ حَقِّی کَیْفِیَّتِ پرت رانی شہادت ہے
انہیں کی ذات اقدس پر ہوئی ختم رسالت ہے
زمانہ بھر میں پُر انوار وہ عہدِ نبوت ہے

مبارک نام ہے اُن کا کہ جو مقصود فطرت ہے
نہ آئی تھی کبھی پہلے نہ آئے گی قیامت تک
عمل میں علم میں ظاہر میں باطن میں حمید اتنے
ہو تیر سیرِ مدن - تیر سیرِ منزل - نفسِ یاصلح
مُرقعِ خوبیوں کے وہ - خلاصہ تھے فضائل کا
مُبَشِّرِ نیکِ بختوں کے تھے مُنذِرِ کمِ نصیبوں کے
مہمانی حق کے عالمگیر مذہب کے زمانے میں
نہ ہوگی ماند ہرگز تابناکی حشر تک اُس کی

نغمہ فی حمید

(راجناب صغیر احمد خان صاحب وائی رام پوری)

قل ہو اللہ احد کی تان سے پھر لے بڑھا
اُسوۂ شامشہ کو نین سے ہر سر بلا
حُبِ اہلبیت کی ہر تار سے نکلے صدا
ہر طرف اک شور ہوگا مرجبِ احدِ مرجبا
ہر نظر حق آشنا ہو ہر صدق ہو حق نوا
اور نہ کچھ پھر نفس سے ہو دور کا بھی واسطہ
ہو خلوص بندگی از ابتداء تا انتہا
وہم کو بھی ہو نہ کچھ رنگینی مکہ و ریا
مرد مومن ہو تجھے احساس تسلیم و رضا
نورِ عرفاں سے جہاں کا ذرہ ذرہ جگمگا

بربطِ اسلام پر توحید کا نغمہ بجا
تیرے دل میں کامیابی کی اگر ہے آرزو
ہاتھ میں مضربِ آفتاب صحابہ کی رہے
اک سماں بندھ جائیگا ہوگی اگر زمیں کی دھن
اپنی مہتی کو کچھ ایسے رنگ سے رنگین کر
لطفِ توحید کے کہ قصاں ہوں نظر میں جو ہر شا
زندگی بھر شائبہ تک بھی تصنع کا نہ ہو
آبِ عرفاں سے تو اپنا پیر ہن شفاف لکھ
جب پڑے افتاد کوئی اتفاق ساز پر
اک شعاعِ طور ہو پڑ جائے جس شے پر نظر

ایسے ویسے راگ کی جو بھی تجھے ترغیب دیں
ایسے شیطانوں سے واقف اپنے دامن کو بچا

صحیفہ نبوت کا ایک صفحہ

(از انجناب عبدالرشید صاحب عباسی واہ چھاؤنی)

جہاد اسلامی کی حقیقت جس مقاصد پر مشتمل ہے اس کے لحاظ سے وہ دنیوی الٹیلیوں سے بالکل مختلف ہے اور یہ اختلاف اس قدر پہلی ہے کہ ہم اس کی ظاہری شکل کے خدوخال کے اندر نمایاں طور پر دیکھ سکتے ہیں۔ ایک فاتح جب ملک گیری کے ارادہ سے میدان جنگ کا رخ کرتا ہے۔ تو طبل و دہل کے غلغلے اور قزاق و برق کے تھانے غیر مقدم بجا لاتے ہیں۔ سر پر پتھر لہراتا ہے۔ چڑچڑاہٹ آفتاب کی شعاعوں کو بھی اس کی طرف منکھ کر مے دیکھنے نہیں دیتا۔ جاہ و جلا کا یہ دیوتا میدان جنگ میں ایک مجسمے کی طرح کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ اور تمام فوج اس مربع بت کے گرد طواف کرتے لگتی ہے۔ عظمت و جبروت کا یہ منظر دینا کو دفعہ مرعوب کر دیتا ہے۔ اور اس رعب و داب کے احساس سے اس دنیوی فاتح کا سر بادہ کبر و نخوت سے لبریز ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ خاک و خون میں مل کر بھی یہ نشہ نہیں اُترتا۔ اگر کوئی اس سر پر غرور کو ٹھکرا دیتا ہے تو اس سے مغرورانہ صدا بلند ہوتی ہے۔ زمین را منہم تاج تبارک لطفیں

مجبوراً تاج بھند زمین لیکن ایک پیغمبر کی حالت اس سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ وہ گھر سے جب نکلتا ہے تو اگرچہ مخلصین و مومنین کی ایک جماعت اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ لیکن وہ اپنا ذاتی سفر صرف خدا کو بنانا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بعض جہاد روانہ ہوتے تھے تو یہ دعا کرتے تھے۔ "خدا یا! تو ہی ہمارا رفیق سفر ہے تو ہی ہمارے بال بچوں میں امارا قائم مقام ہے۔ خدا یا! سفر کے شہداء اور ولیک کہ اہل و عیال کو بگڑے حال سے دیکھنے کی مصیبت سے بپناہ مانگتا ہوں۔ خدا یا! مسافت سفر کو کم کر دے۔ اور ہمارے لئے آسان بنا دے۔" وہ سواری کی پشت پر قدم رکھتا ہے تو خدا پشکر ادا کرتا ہے: کیا پاک و برتر ہے۔ وہ خدا جس نے اس جانور کو ہمارا فرمانبردار بنا دیا۔ ورنہ

ہم اس کی قدرت نہیں رکھتے تھے۔" وہ سفر سے پلٹتا ہے تو راہ میں خدا کی حمد کا ترانہ گاتا ہوا جلتا ہے: ہم کر کے لوٹتے ہیں۔ ہم خدا کے عبادت گزار بندے ہیں۔ اور ہم اپنے رب کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ پہاڑ کی چوٹیوں پر پہنچتا ہے تو غلغلہ تکبیر بلند کرتا ہے۔ جیسے اُترتا ہے تو ترمز ربیع و تھیل کرتا ہے۔ فوج کو روانہ کرتا ہے تو اس کو نہ غرور طاقت کی یاد دلانا ہے نہ اس کے جوش کو دو آتش کرتا ہے۔ نہ قریب کارنا جانے شجاعت کا تذکرہ کر کے اس کے دل کو گرماتا ہے۔ بلکہ اس کے دین کو اس کی امانت کو اس کے تمام نتائج اعمال کو خدا کے سپرد کر کے خود اس کو خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے بھیجتا ہوں۔ وہ منزل پہنچتا ہے تو نہ سلاطین کی طرح اس کے لئے خیمے قائم کئے جاتے ہیں۔ نہ فرش و بساط شانہ سے زمین آراستہ ہوتی ہے اور نہ میدان کا نشیب و فراز ہموار کیا جاتا ہے۔ وہ خدا کا نام لے کر فرش خاک پر لیٹ جاتا ہے۔ اور اس کے نام کی عظمت کے سہارے پر زمین ہی کو اپنی حفاظت کی خدمت سپرد کر دیتا ہے۔ اے زمین میرا اور تیرا دھول کا خدا ایک ہی ہے میں تیرے مشرے، تیری سطح باطنی کے مشرے اور تجھ پر چلنے والوں کے مشرے پناہ مانگتا ہوں۔" وہ سفر جہاد سے پلٹ کر گھر پہنچتا ہے تو سب سے پہلے اس کو خدا کا گھریا آتا ہے۔ اور مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا کرتا ہے۔ جب اس کو فتح و ظفر کی خبر ملتی ہے تو نہ تو اس کے شادیاں بچائے جاتے ہیں۔ نہ عیش و طرب کی تیاریاں کی جاتی ہیں۔ نہ عین و حرب کے تھانے لگائے جاتے ہیں۔ وہ صرف اپنے خدا کے سامنے سر بسجود ہو جاتا ہے اور سجدہ شکر بجا لاتا ہے۔ اس کو جب مشیت ایزدی سے شکست ہوتی ہے تو وہ فوج کو بالکل جوش و غیرت نہیں دلاتا۔ بلکہ خدا ہی کی غیرت کی سلسلہ جلتی

کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی فوج کو خدا کی فوج یقین کرتا ہے۔ آپ معرکہ بدر کے دن کہتے تھے۔ "خدا یا! کیا تو جانتا ہے کہ اب زمین میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہو؟" وہ اپنی فوج کی نفرت اور دشمن کے لشکر کی کثرت کو دیکھتا ہے، تو صرف رحمت الہی سے مدد طلب کرتا ہے۔ اور کسی دنیوی طاقت کے گمگشتہ سوا نہیں بھیلاتا۔ بدر کے دن جب انصاف صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی طرف دیکھا۔ اور آپ کو نظر آیا کہ ان کی جمیت ایک سزار ہے۔ اور مسلمان صرف تین کلو تیرہ ہیں تو آپ قبلہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور وہ نوں ہاتھوں کو پھیلا کر خدا کو پکارنا شروع کیا۔ "خدا یا! تو نے مجھ کو فتح و ظفر کا جو وعدہ کیا ہے اس کو پورا کر۔ خدا یا! اگر مسلمانوں کا یہ مختصر گروہ گرفتار ہو گیا تو پھر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔" وہ اس طرح ہاتھ پھیلا کر متصل پکارتے رہے۔ یہاں تک کہ جوش استغراق میں ان کے دوش مبارک سے چادر گر گئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے آپ کے اس نصیر و الحاح کو دیکھا تو پاس آئے۔ چادر اٹھا کر آپ کے کانڈے پر ڈال دی۔ پھر پیچھے سے آکر آپ سے لپٹ گئے۔ اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مناجات ختم کیجئے خدا نے آپ سے جو وعدہ کیا ہے مجھے جلد پورا کرے گا۔" میدان جنگ میں زخم لگتا ہے تو اس حالت میں صرف یہ کہہ کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ "خدا یا! میری قوم کو معاف فرما کیونکہ وہ لوگ بے سمجھ ہیں۔" لیکن جب کبھی اس کے ہاتھ سے جہاد کا اصل مقصد فوت ہو جاتا تو وہ از فرق تا بقصد غضب و قہر الہی کا پیکہ جلال و جبروت میں جانا ہے۔ "خدا یا! کفار کی قبروں کو لاکھ سے بھر دے۔ کیونکہ انہوں نے ہماری نماز، عصر قضا کروا دی۔"

قصہ مختصر کہ ایک فاتح میدان جنگ میں سر غرور بلند کرتا ہے۔ مگر ایک پیغمبر جبین نیاز کو بارگاہ الہی میں جھکنا ہے۔ ایک بادشاہ میدان جنگ میں زبان خود سستا، مگر ایک داعی حق زبان شکر سنج ہوتا ہے۔ ایک بادشاہ میدان جنگ میں

محسنہ کائنات

(انتخاب ماسٹر اول دین صاحب لکھنؤ ٹی وی فی خانقاہ دوگراں)

قسط نمبر ۱۱

ہاجیوں۔ بیٹا سعید آگئے ہو۔ خط لائے ہو؟
سعید۔ جی ناں۔ میں قم دوات لے کر

آتا ہوں۔ (آنسو پونچھ کر) اکبر بیٹیوں کو

تو منگوا لوگے۔ مگر میں گی کہاں؟
اکبر۔ کیا ہو گیا ہے؟ مجھے آرام آ بیٹے دو۔

بشیر اگر اسی ڈگر پر چلتا رہا تو میں
اس کو زمین کے حصے سے بے چل

کر دواں گا۔ اور اس کا حصہ باقیوں کے
حوالے کر کے مروں گا۔ پھر دیکھنا کیونکر

داغ خشک ہوتا ہے۔ ساتھ ہی
نذرانوں کو بھی سمجھ آ جائے گی۔

ہاجیوں۔ قصور تو سارا نذران کا ہی ہے
بشیر تو اس کے ڈگر کے پیچھے لگ گیا ہے۔ آخر

بیاں بچاں والا ہے۔ بے دخل کیوں کر آو گئے
جیتا رہے اس کا گھر آباد رہے۔

اکبر۔ بس ایک دم میں بدل گئی ہو؟
ہاجیوں۔ پتے میں کب اس کے نقصان

میں راضی تھی۔ لا پروا ضرور ہے۔ مگر
جب گھر میں اپنی بہو بیٹیاں مہیا کر

لائے گا۔ تو پھر سمجھ آ جائے گی۔ کہ
دوسرے گھر کی لڑکیاں آج کس سمران

کے گھر میں کیا کچھ کرتی ہیں۔
اکبر۔ سعید قم دوات لے کر بیٹھا ہے اس

کو خط لکھاؤ۔ رہ کر کہہ کہ اکبر کا رنگ
زرد پڑ جاتا ہے)

ہاجیوں۔ (دیکھ کر) اکبر۔ اکبر کی
اکبر۔ خاموش ہے اور اب نمکوش آگیا۔

ہاجیوں۔ جلدی سے اٹھ کر اس کا
مرگودہیں لے لیٹی ہے۔ اور سعید سے

کہتی ہے کہ حمیدہ پڑوسن کو بلائے۔ لکھا
واپلا۔ نذران بھی ڈوڑھی میں آجاتی ہے۔

مگر بغیر چھپوے۔ واپس چلی جاتی ہے۔
حمیدہ۔ غامری نہیں ہو؟

ہاجیوں۔ بیٹی پانی لاؤ۔
حمیدہ۔ لاؤ۔ تو میں خالو کے منہ میں پانی

پکاول۔ ہاتھ ہاتھ کیا ہو گیا؟
سعید۔ (روستے ہوئے) اباجی۔ (اباجی۔

ہاجیوں۔ حمیدہ اور پانی ڈالو۔
(حمیدہ اور پانی ڈالتی ہے اور انکر

آنکھیں کھل لیتا ہے)
سعید۔ (روستے ہوئے) اباجی اباجی۔

ہاجیوں اکبر کے چہرے پر اور
آنکھوں پر ہاتھ پھیرتی ہے۔ مگر

اکبر کی آنکھوں میں بار بار آنسو ڈہکا
آتے ہیں۔ ساتھ ہی کروٹ بھی

بدلتا ہے)
ہاجیوں۔ اکبر اکبر۔

اکبر۔ خیر ہے دل گھبرا گیا تھا۔ سعید کو بلاؤ۔
حمیدہ۔ سعید تو پاس ہی بیٹھا ہوا رہا

ہے۔ کیا ہوا؟ حوصلہ کرو۔
اکبر۔ سعید کو اپنے پاس بلا کر اپنی

چٹائی پر لٹا لیتا ہے۔ اس کی
پیشانی پر ہوسے دیتا ہے۔ سعید

اور بھی رونے لگتا ہے۔ اکبر اس
کو پیار سے ہلاتا ہے۔ جب وہ

ابھی طرح بسل جاتا ہے تو اس کو
خط لکھنے کے لئے کہتا ہے۔

سعید۔ کیا لکھوں۔
ہاجیوں۔ یہی لکھو۔ جو تم نے دیکھا ہے۔

پتے زبرہ کو لکھو۔ کیونکہ اس کا فاصلہ
دور ہے۔

سعید۔ ناں؟
اکبر۔ میرے پیار ہوئے کی خبر لکھ دو۔

اور کہو کہ اکبر مل جائیں۔
ہاجیوں۔ میں دونوں کو ایک ہی مضمون

کا خط لکھوں۔ لیکن بیٹا یہ نہ لکھنا۔ کہ
اکبر کو آج عرش آگیا ہے۔ وہ بیچاریاں

یہ سن کر مریں جائیں گی۔
"سب اب سا، سے طور پر اکبر

کے پیار ہونے کی خبر لکھنا ہے۔
نہرو اور صفیہ کو جلدی آئے گی تاہم

کہتا ہے۔ حمیدہ داس چلی جاتی ہے
اور باقی پڑوسنوں کو بھی اکبر کی

عشق کی خبر کر دیتی ہے۔
(ایک پڑوسن۔) ماسی کیا ہوا۔ اب کیا حال ہے؟

ہیں تو بر وقت خبری نہ ہوئی۔
ہاجیوں۔ بیٹے دیکھ لو۔ اب تو پھر بائیں

کر کے لگ گیا ہے۔
(دوسری پڑوسن۔) (قدرے مریں پڑی ہے)

مناسے۔ اکبر آج کھتریوں کے پوکو کی
طرح سر کر دکھانے کا تھا۔ نہ بیٹھا۔

میری باری ہے۔
اکبر (کمرور سے منکرا کر) بیٹھ جاؤ۔ میں۔

اپنی باری سے ہی سب مرے گا۔
(ایک پڑوسی (شوہر) اکبر کیا حال ہے۔

سلام ہوتا ہے کہ تو گھر والوں کو مل کر کے
دکھانا ہے۔ ہاجیوں اس کو کھیر اور

پوٹے پکا کر کھلاؤ۔ ابھی خشک ہو چکا
"اکبر! روبا ہے۔ کمرور کی وجہ

سے کوئی جواب نہیں دیتا۔"
ہاجیوں۔ بھائی جی بیٹھ جاؤ۔ سعید چار پائی

لاؤ۔ پڑوسی علیحدہ چار پائی پر بیٹھ جانا
ہے۔ اتنے میں بشیر بھی آ جاتا ہے۔

تقریباً ناز عصر کا وقت ہے)
نذران (بشیر کے قریب جا کر کان میں) آج

تیرے باپ کو خوش آگیا تھا۔ جا کر
اس کی سندھ لو۔

بشیر۔ تمہیں اور بیٹیوں کو تم بازو ہیں
تو تلواری کی دکان پر جا رہا ہوں۔ پھر

وہ جی جاتے گی۔
نذران۔ لوگ کیا کہیں گے۔ اپنے باپ

کے پاس جاؤ۔ (مسکرتی ہوئی اندر چلی
جاتی ہے)

"بشیر بھانہ ہاتھ میں لیتا ہے۔ ڈوڑھی
میں بچ کر دو سرسری بائیں باپ سے کہتا

ہے اور چل جاتا ہے۔ ہاجیوں اس وقت
بڑے طیش میں ہے۔ مگر قرینہ درجہ درویش

ہاجیوں۔ (اکبر سے) دیکھا تیرے تیرے کو
مرنے جینے کی کوئی پروا ہی نہیں۔

اکبر۔ مجھے بھی آج اس بات پر آنسو ہوا ہے
ایسے مومنوں پر غمزدگی ہمدردی سے

چند منٹ پاس آکر بیٹھ جاتے ہیں۔
ہاجیوں۔ نذران سے ڈرتا ہے۔ اگلے دن

جب نذران کے بھائی کے پیار ہوئے
کی خبر آئی تھی تو عین فصل پرانی کے

دن تھے۔ مگر پورا مفتہ دونوں دنوں کو
آئے تھے۔ گھر تک بھی بھول گیا تھا۔

اکبر۔ سچا شادی تم خط لکھنا بھول گئے ہو۔
سعید۔ نہیں۔ اباجی میں نے آپا زبرہ تو

حقیر کو آپ کے پیار ہونے اور جلد
آنے کے لئے لکھ دیا ہے۔ اگر اور

کچھ لکھنا ہو تو لکھئے۔
اکبر۔ بیٹا بچوں کو پیار لکھ دیکھئے۔ اور ان

میں اپنے بھائیوں کو پھر تیرے
لکھ دو۔

اکبر۔ (اکبر آنسو ہاتھ ورہے

حدیث نبویؐ

(از جناب محمد حفیظ اللہ صاحب پکلو - ڈگلس پورہ - لائلپور)

مدن ہوئی شروع ہوئیں اس لئے براہِ شنبہ ہے کہ حضورؐ کے احکامات اور ارشادات کو اپنی کے صحیح الفاظ روایات کی انجمنوں میں پیش کر حضورؐ ظاہر رہے ہوں۔ اور یہ بھی قریبی قیاس ہے کہ حضورؐ کے بعض افعال سن و سمن نہ روایت کئے گئے ہوں۔ بنا بریں احادیث کے متعلق کوئی شخص حتیٰ طور پر یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ شکوکِ شہادت کی پرچھائیں سے بالا تر ہیں۔ بہرہ ان کو بطورِ محبت شرعی کیسے پیش کیا جاسکتا ہے؟ یا ان کو وہی درجہ دیا جاسکتا ہے جو قرآن کو حاصل ہے۔

مندرجہ بالا اعتراضات میں سے شاید بعض ذی فہم نگاہ کے کسی قدر اہم بھی ہوں لیکن کسی طرح بھی ترکِ حدیث کے لئے حجت نہیں قرار دیئے جاسکتے۔ مانِ غمے بدراہنِ ہمارا یہ مسلمانوں کو لوگوں کے لئے ضرور عذر بن جاتے ہیں۔ جن کے دلوں میں آنحضرتؐ کی محبت اور قدر و منزلت صفر کے برابر ہے۔ جو صرف اس لئے مسلمان ہیں کہ سونے اتفاق سے مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان کہوانے پر مجبور پاتے ہیں۔ اور اس لئے شریعت کی بنیادوں اور پابندیوں سے جتنی لامکانِ آزاد رہنا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ اس امر کو نظر انداز کر جاتے ہیں کہ حدیثوں سے احکام کر کے وہ اس مقدس ہی کے اقوال و افعال کی پیروی سے انکار کرتے ہیں۔ جس کے متعلق ارشادِ خداوندی ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

ترجمہ - اے رسولؐ ان لوگوں سے کہہ دیجئے اگر تم کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعوئے سے توبہ سے احکام کی اطاعت کہو۔ تاکہ اللہ بھی تم سے محبت کرے۔

کیا ایسے لوگ مبتلا ہو سکتے ہیں کہ حدیثوں سے انکار کی صورت میں ان کے پاس اتباعِ شنبہ رسول اللہؐ کا کیا معیار باقی رہ جاتا ہے۔ اور وہ حضورؐ کی سیرت پاک سے کیا روشنی حاصل کر سکتے ہیں۔ جس نے انھوں انسانوں کی زندگی میں ایسا تقویٰ عظیم برپا کیا کہ ان کی کاریاں پلٹ کر رکھ دی۔ اور وحشی و درندہ

بدقسمتی سے مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا ہے۔ جو حدیثِ نبویؐ سے بالکل منکر ہے۔ مگر یہ لوگ صاف اور کھلے لفظوں میں انکار نہیں کرتے۔ لیکن اپنی تحریروں اور تقریروں میں حدیثِ نبویؐ کے متعلق ایسا اسلوب اختیار کرتے ہیں۔ اور اس نوعیت کے اعتراض کرتے ہیں جس سے صاف طور سے متضح ہوتا ہے کہ انہیں اس کی صدا کا یقین نہیں۔ ان کے اعتراضات کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

(۱) اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی۔ وہی خداوندی کے ماتحت نہایت گئے تھے۔ اور قیامت تک غیر تبدیل رہتے تھے تو خلفائے راشدین (باخصوص حضرت عمرؓ) نے ان میں سے بعض احکامات میں تبدیلیاں کیوں کیں۔ اور اذانے کیوں فرمائے۔

(۲) اگر حضورؐ کے اقوال و افعال اس قدر اہمیت کے حامل تھے۔ تو صحابہ کرام نے ان کو بروقت تقلید کیوں نہیں کر لیا۔

(۳) حدیث کی صحیح ترین کتابوں کے متعلق ہمیں یہ عام اعتراف ہے کہ ان میں صحیح اور منسوخ و ضعیف حدیثیں دونوں موجود ہیں۔ تو ان کی صحت کی کیسے تصدیق ہو سکتی ہے؟ اور حتیٰ واصل کی قیو کے لئے کو سا معیار مقرر کیا جائے؟

(۴) صحیح حدیثوں میں بھی یہ تفریق کیسے کیجئے کہ حضورؐ نے فلاں کام بشری حیثیت سے کئے اور ان کا فلاں ارشادِ دینی حیثیت رکھنا ہے۔

(۵) اس بات کو کس طرح متعین کیا جائے کہ وہ صحیح سنت رسول اللہؐ جس کی اطاعت مسلمانوں پر فرض ہے کو کسی ہے؟ اور کس کو یہ حق حاصل ہے کہ اس کا تعین کرے۔ اور اس کا فیصلہ تمام امت کے لئے واجب تسلیم ہو جائے؟

(۶) جب صحیحین میں بھی بعض احادیث باقی جاتی ہیں جو محلِ نظر ہیں تو پھر اور کوئی حدیث کی کتاب کو صحیح ثابت قبول اور واجب تسلیم سمجھا جائے؟

(۷) احادیث پر چونکہ آنحضرتؐ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے تقریباً دو پچھ صدی بعد سے اعتراضات زیادہ تر ہونے لگے اسلئے کہ اس سے لے لئے ہیں۔

مذہب اور متمدن انسانوں میں تبدیل ہو گئے۔ خود قرآن جس بابت نازل نہ ہو گی کہ اس کے پیروؤں کے لئے "اسوۂ حسنہ" قرار دینا ہو اور جس برگزیدہ مہمت کی سنت کی اتباع ہمارے لئے موجبِ فخر اور دلیلِ بجا ہو اس کے افعال اور کردار کو کھنچ چن دینی اور فرضی دلائل کے بل بوتے پر دونوں نہ سمجھنا کس قدر غلط ہے۔

یہ لوگ شاید نہیں جانتے کہ حضورؐ کی زندگی۔ ان کی عادات ان کی معمولی سے معمولی حرکات۔ ان کے اوسے ارشادے بھی صحابہ کرامؓ کے لئے کس قدر قیمت رکھتے تھے اور ان لوگوں کو حضورؐ کی حرکات سکنت سے اس قدر دلچسپی اور انہماک تھا کہ جن کو روزانہ حضورؐ کے پاس حاضر ہونے کی سعادت نصیب نہ ہوتی تھی وہ دوسروں کے ساتھ اس بات کا انتظام کرتے تھے کہ جو کچھ وہ حضورؐ کے قریب رہ کر دیکھیں اور سنیں اس کی تفصیل میں ان تک پہنچا دیں۔ مثلاً حضرت عمرؓ کا یہ حال تھا کہ چونکہ وہ حضورؐ کی قیام گاہ سے تقریباً تین میل دور رہتے تھے۔ اور اس لئے ہر روز شرفِ زیار نہیں حاصل کر سکتے تھے۔ انہوں نے آپؐ اور صحابی کے ساتھ یہ انتظام کر رکھا تھا۔ کہ ان کی عدم موجودگی میں حضورؐ کی تمام باتوں کو محفوظ رکھیں۔ اور جب یہ حضرت عمرؓ سے ملیں تو ان تمام تفصیلات سے ان کو آگاہ کر دیں۔ غرض صحابہ کرامؓ کا یہ شیوہ تھا کہ وہ اپنی زندگیوں کو حضورؐ کے بتلائے ہوئے طریقوں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے تھے۔ اور آج ہمارے بدقسمتی کا یہ حال ہے کہ اس چشمہ فیض سے سیراب نہ ہونے کے لئے عذر تلاش کر رہے ہیں۔ شیخ عادلینؒ اس کے متعلق مشہور ہے کہ ان کو امام ابن تیمیہؒ نے خاص طور سے دھیبت کی کہ ساری چیزیں چھوڑ کر صرف سیرتِ نبویؐ کے مطالعہ اور تدبیر و فکر کو اپنے اوپر لازم ٹھہرائیں۔ کیونکہ بقولِ امام موصوف کے یقین و ایمان کی تمام بنیادوں کے لئے یہی ایک نسخہ کافی ہے چنانچہ شیخ موصوف فرماتے ہیں کہ میں نے اس وصیت کو حیرتِ جان بنایا اور جو کچھ پایا اسی وسیلہ سے پایا۔ اور ہمارے اہلِ قرآن دوست لوگوں کو اس سعادت سے محروم رکھنے کے لئے ایسی چوٹی کا نور لگا رہے ہیں۔ فاختہ روا یا اولیٰ ان اصحاب اس مختصر یہ تشویش کے بعد مندرجہ بالا اعتراضات

تم دنیا کا متاع چاہتے ہو اور اللہ
یہ چاہتا ہے کہ تمہیں آخرت
(کا اجر دے) اور اللہ غالب
حکمت والا ہے۔

ان باتوں سے اعزاء کیا جا سکتا ہے کہ حضرت
عمرؓ ایسے امور کو منصف بنوت سے الگ نہ کئے تھے
ورنہ حضرت فاروقؓ اعظمؓ جیسا حضورؐ کا شہدائی
ہجوں نے حضورؐ کے دھمال کی خبریں کر لیں
سے ملواری محال کی تھی۔ اور فرما تھے کہ جو
کوئی یہ کہتا تھا (میں اللہ علیہ وسلم) کے دوست
ہو گئے ہیں میں اس کا سر قلم کر دوں گا اگر
بھٹکا کہ یہ باتیں منصف بنوت سے تعلق رکھتی
ہیں تو حضورؐ کی رائے کی مخالفت میں ایک لفظ
بھی تمہ سے نہ نکالتا۔ انہوں نے اسی
فرق مراتب کے اصول پر اور بہت سی باتوں
میں جو مذہب اور مشرعیات سے تعلق نہ
رکھتی تھیں۔ حسبِ صوابدید حالات پر عمل کیا۔
مثلاً حضرت ابوبکرؓ کے غیر خلافت تک ان
لوگوں کی جن سے اولاد پیدا ہو جاتی تھی اگر
خیر و فساد ہوئی رہی۔ حضرت عمرؓ نے
اس سلسلہ کو بند کر دیا۔ آنحضرتؐ نے جنگ تبک
میں حمزہؓ کی تعداد ایک دینار کی مسزگی تھی۔
لیکن حضرت عمرؓ نے ختمات مکوں میں شرف تھیں
مقرر کیں۔ رسول کریمؐ کے زمانہ میں شراب نوشی کی
کوئی سزا مقرر نہ تھی۔ لیکن حضرت عمرؓ نے
اسی کوڑے مقرر کی۔ یہ ظاہر ہے کہ ان معاملات
میں حضورؐ کے اقوال و افعال اگر تشریح حیثیت
رکھتے تو حضرت عمرؓ جلیل القدر صحابی اور شریعت
کی کیا محال تھی کہ ان میں کسی بیشی کر سکتے۔ اگر
خدا خواستہ وہ کرنا چاہتے بھی۔ تو صحابہ کرامؓ
ایک لمحہ کے لئے بھی ان کو ایسا کرنے
کی اجازت دے سکتے تھے؟ حضرت عمرؓ
کو ایسا کرنے کی جرأت اس وجہ سے بھی
ہوئی کہ جب انہوں نے متعدد معاملات
میں حضورؐ کی رائے سے مؤیدانہ اختلاف
کیا تو حضورؐ نے حضرت عمرؓ کی رائے کی
تبییح دی۔ اس تقریر اور امتیاز کی وجہ
سے فقہ کے مسائل پر بہت اثر پڑا۔
کیونکہ جن امور میں حضورؐ کے ارشادات
منصف رسالت کی حیثیت سے نہ تھے۔
ان میں اس بات کا موقع باقی رہا۔ کہ حالات
موجودہ کے لحاظ سے نئے قوانین وضع کئے
جائیں۔ چنانچہ ایسے ہی معاملات میں حضرت
عمرؓ نے زمانے اور حالات کی ضرورتوں
کے لحاظ سے بہت سے نئے قوانین وضع کئے
جو آج بھی فقہ حنفیہ پر بہت اثر موجود ہیں۔
(باقی پھر)

اور خزانہ کی حدیث یا جو احکامات کسی چندی
یا جنگی مصلحت کے مطابق دیئے گئے مثلاً
الشکر کشی اور اس نوعیت اور بہت سے
احکام پر سب دوسری قسم میں داخل ہیں۔
(تجملہ الشدالبائغہ صفحہ ۸۳۳)

شاہ صاحب نے احادیث کے مراتب
میں جو فرق بتایا ہے۔ اس سے رسمی
صاحب نظر کو انکار نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی
صحیح ہے کہ اس فرق مراتب کے موافق
در اصل حضرت عمرؓ ہیں۔ کیونکہ ان کو اللہ
تعالیٰ نے دل و دماغ کی بہترین صلاحیتوں
سے بہرہ ور کیا تھا۔ اور ان کی نگاہیں
طبیعت فوراً معاملہ کی نہ تک پہنچ جاتی تھی۔
تاریخ شاہد ہے کہ حضورؐ کی جات طیبہ
میں ایسے بہت سے مواقع پیش آئے کہ
حضرت عمرؓ نے ان کی رائے مبارک سے
بعد ادب اختلاف کیا۔ مثلاً جب آنحضرتؐ
نے عبداللہ بن ابی (سائق) کے جنازہ پر
ناز پڑھنی چاہی تو حضرت عمرؓ نے حضورؐ
کے اس کرہا زہل سے اختلاف کر تے
ہوئے فرمایا۔ "آپ منافق کے جنازہ پر
ناز پڑھتے ہیں؟" چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت
عمرؓ کی رائے کی صحت کی ان الفاظ میں
تصدیق کر دی۔

وَلَا تَصْلُحُ عَلَیْ أَحَدٍ مِّنْهُمْ نَاصِيَةٌ
أَجَلٌ وَإِلَّا فَاصْلَحُوا لَعَلَّكُمْ تَهْتَكُونَ
بِإِذْنِ اللَّهِ وَكَسُولِهِ وَمَا نُوَاذِرُكُمْ
فِي شَيْءٍ مِّنْهُ

ترجمہ۔ اور اسے پیغمبران میں سے
اگر کوئی مہرجا تو ہرگز آپ اس
کے جنازہ کی ناز نہ پڑھیں اور نہ
اس کی قبر پر کھڑے ہو کر (ناخوشانی
کریں) کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس
کے رسول کے ساتھ کفر کیا۔ اور
اس حالت میں مرے کہ (دائرہ) ہوتا
سے باہر تھے۔

قیدیانِ بدر کے معاملہ میں بھی ان کی رائے
آنحضرتؐ کی رائے سے الگ رہی۔ چنانچہ
اس کی تصدیق بھی اللہ تعالیٰ نے ان
الفاظ میں کر دی:

مَا كَانَ لِیَکُنَّ آتِیَ بِصَوْنٍ لِّدِ
أَصْحَابِ حَقِّ یَکُنَّ فِی الْإِسْلَامِ یُؤَدُّ
عَنْ حَضْرَتِ الْمَدِیْنَةِ وَأَهْلِهَا فِی الْإِسْلَامِ
وَأَهْلُهَا عَزِیزٌ حَکِیمٌ

ترجمہ۔ نبی کے لئے یہ سزاوار نہیں
کہ اس کے قبضہ میں قیدی ہوں
وہ ملک میں غلبہ نہ حاصل کرے (مسلمان)

کے جواب عرض کئے جاتے ہیں۔
اعترض علی۔ اگر رسولؐ کے ارشادات
وہی خداوندی کی حیثیت رکھتے تھے اور قیامت
تک غیر متبدل رہتے تھے تو خلفائے راشدین
(بالخصوص حضرت عمرؓ) نے ان میں سے بعض
میں تبدیلیاں کیوں کیں۔ اور انہوں نے
کیوں فرمائے۔

جواب۔ یہ اعتراض محض اس لئے پیدا
ہوا ہے کہ معتز مبنیوں کو نبوت کی حقیقت کا
صحیح علم نہیں۔ اگر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ نبی
کا ہر قول و فعل خدا کی طرف سے ہوتا ہے
پس لوگ ایک قدم اور آگے بڑھے تو انہوں
نے معاشرت کے احکامات کو مستثنیٰ قرار دیا۔
لیکن حقیقت یہ ہے کہ نبی جو حکم منصب بہت
کی حیثیت سے دیتا ہے وہ بلاشبہ خدا کی
طرف سے ہوتا ہے۔ باقی اور وقت اور ضرورت
کے لحاظ سے ہوتے ہیں تشریحی اور مذہبی
نہیں ہوتے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے اس
موضوع پر تجلہ اللہ البائغہ میں ایک نہایت
مفید مضمون لکھا ہے جن کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اقوال
افعال مروی ہیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں ایک وہ
جو منصب بہت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور
دوسری ان کی نسبت ارشاد خداوندی ہے۔ کہ
مَا أَتَاكُمْ الرَّسُولُ مِنْ خَدْوَةٍ وَمَا هَلَكَ عَنْهُ
فَاتَّبِعُوا

ترجمہ۔ پیغمبر جس چیز کا تم کو حکم دے
اس کی تعمیل کرو۔ اور جس چیز سے منع
کریے اس سے باز رہو۔

دوسرے وہ احکامات ہیں جن کا منصب
رسالت سے کوئی تعلق نہیں اور جن کے متعلق
خود حضورؐ کا ارشاد ہے۔ اِذَا مَنَّ اللَّهُ عَلَىٰ عَبْدٍ
مِّنْ دُونِهِ فَذَلِكُمْ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَإِذَا مَنَّ اللَّهُ عَلَىٰ عَبْدٍ
مِّنْ دُونِهِ فَذَلِكُمْ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ

ترجمہ میں ایک بشر ہوں۔ اس لئے
جب میں دین کے متعلق کوئی حکم
دوں تو اس کی تعمیل کرو۔ اور اگر
غیر دینی معاملات میں ابھی رائے سے
کہہ دوں۔ تو اس امر کو ملحوظ خاطر
رکھو کہ میں ایک بشر ہوں۔

اس کے بعد شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ
آنحضرتؐ نے طب کے متعلق جو پھر ارشاد
فرمایا۔ یا بو اخیال آنحضرتؐ سے عافاً صادر ہوئے
یا افاقاً واقع ہوئے (نہ کہ عمدہ و قصد)
یا جو باتیں آنحضرتؐ نے مروجعات عرب
کے موافق بیان کیں۔ مثلاً اتم زرع کی حدیث

کشکول اخلاق

(انجنیاب قاری محمد ابراہیم صاحب مسجد لاہور، سخاوت خان شیراز ولدہ رحمہ اللہ)

بیتے تین قسم کے ہوتے ہیں

(۱) وہ بدعت (۲) بدعت (۳) بدعت -
پہلے وہ بدعت ہے جو باپ دادا کی عزت قائم رکھنے کے لیے وہ بدعت میں ترقی کرے۔ کہوت وہ بدعت جو اس کو زیادہ کر ڈالے۔

نمازی چار قسم کے ہیں

(۱) نماز کے (۲) نماز کے (۳) نماز کے (۴) نماز کے
کے (۳) تین سو ساٹھ کے۔
نماز کے وہ جو پہنچا نہ پڑھتے ہیں۔
نماز کے وہ جو آٹھوں دن صرف نماز پڑھتے ہیں۔
نماز کے وہ جو نماز میں لکھتے ہو جاتے ہیں۔
تین سو ساٹھ کے وہ جو صرف نماز کے دن شال نماز ہوتے ہیں۔

تین قسم کے نشے بہت تیز ہیں

(۱) نشہ دولت (۲) نشہ حسن (۳) نشہ علم -
ان میں سے دو دنوں پتیر اور نشہ علم ترقی پذیر ہے۔

پانچ چیزیں بنیاد فساد ہیں

(۱) زین زشت (۲) زبان زور (۳) زین زشت اور نمد -

چھ چیزوں کا قحط ہے

(۱) اتفاق کا پاکستان میں (۲) اتفاق کا انگلستان میں (۳) آدمیت کا لینے جہان میں (۴) دانا کا انسان میں (۵) لغایت شادی کا مسلمان میں (۶) قحطی مرض کا حکیم خطرہ جان میں -

سات آدمی قیامت کے دن سایہ غریب

نیچے ہونگے جس دن اور کوئی سایہ نہ ہوگا

(۱) بادشاہ عادل (۲) جوان عابد (۳) رشتہ دار رحمت والا (۴) خود بدعت عزت کے ملب کرے پر صرف خوف شامت سے بچے والا (۵) تنہا کے اور

(۱) بندہ جس وقت گناہ کرتا ہے اس وقت اس پر چار احسان فرماتا ہے۔

(۱) رزق بند نہیں کرتا (۲) بندہ جس وقت نہیں کرتا (۳) گناہ کو ظاہر نہیں کرتا (۴) فوراً عتاب نہیں کرتا۔

چار چیزیں سخت ترین اعمال ہیں

(۱) غصے کے وقت معاف کر دینا (۲) مغفلی کے وقت سفاقت کرنا (۳) غلویت کے وقت بالخاصی رہنا (۴) خوف باطل کے باوجود سچی بات کہنا۔

جلدی کرنا چھ کاموں میں

سنت رسول اللہ ہے

(۱) جہان کو جہان دکھانے میں (۲) مہرے کی تعمیر و ترقی میں (۳) لڑائی کی شادی کر کے میں (۴) فرض ادا کر کے میں (۵) گناہ سے توبہ کر کے میں (۶) سن کر مسجد کو جانے میں -

چار چیزوں کو تھوڑا نہ سمجھو

(۱) قرض (۲) مرض (۳) دشمن (۴) کرتش - (حضرت لقمان)

پانچ چیزیں قساوت قلب کا نشان ہیں

(۱) توبہ کی امید پر گناہ کرنا (۲) علم سکھانا اور عمل نہ کرنا (۳) عمل کرنا اور اخلاقیات نہ ہونا (۴) رزق کھانا اور شکر نہ کرنا (۵) دین کرنا عمروں کا اور محبت نہ کرنا (رحمن بھری)

تین چیزوں کی قلت ہی بہتر ہے

(۱) قلت اللہ (۲) قلت اللہ (۳) قلت اللہ

غلطی کے تین درجے ہیں

(۱) سدا (۲) عدا (۳) غلطی

یقین کے تین درجے ہیں

(۱) یقین (۲) یقین (۳) یقین (۴) یقین (۵) یقین (۶) یقین (۷) یقین (۸) یقین (۹) یقین (۱۰) یقین

خدا سے ڈرنے والا (۶) مسجد کے سامنے دل لگانے والا (۷) ہچکچا کر غیرت دینے والا۔

تین آدمی سب سے زیادہ مغضوب ہیں

(۱) قحط نگار (۲) بولٹ نانی (۳) ہکار عالم قومی ترقی کے چار اسباب ہیں (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

تین نصیحتیں ایسی ہیں جو یکجا طور پر

بہت کم لوگوں کو میسر ہیں

(۱) صحت (۲) فراغت (۳) الحین قلبی

بہشت میں سردار عہد میں چار ہیں

(۱) مرگم (۲) آسید زوجہ فرعون (۳) عیدیکہ المبرک (۴) فاطمہ

لوگوں سے کنارہ کش رہنے میں

تین بکتیں حائل ہوں گی

(۱) راحت جہانی (۲) قوت روحانی (۳) حفاظت ایمانی -

شیخ کے فیض سے محروم رہنے والے

اکثر تین شخص ہیں

(۱) فرزند شیخ (۲) زوجہ شیخ (۳) خادم شیخ -

بہترین غصہ جنت کا ایک صفت ہے

غصہ و غضب کا تشدد - مگر ایک مشاعرہ
رحم و کرم کا سرچشمہ ہوتا ہے۔ ان دونوں
مستند حالات کا انجام بھی نہایت مختلف
اور عریض خیر ہے۔ بادشاہوں کے
سر پر خور باد کا ٹھکانا دینے کے لیے
کس مسد من اللہ کی جبین نیاز کا نکالت
ست آہو نہ ہوتی - بادشاہوں کی زبان خود
بارد ذلت کے ساتھ خاموش کردی گئی
کسی داعی الہی کا نغمہ حمد و شکر بھی
نہ ہوا - بادشاہوں کے غصہ و غضب نے
شعلے بار بار بجھا دیئے گئے ہیں۔ مگر یہ
کے دیانے کم کو دنیا کے خس و خاشاک
نہ روک سکے۔
وَقَدْ سَبَّحْتَ كَرَمَتَنَا اِيَسَا وَنَا

نے ایک قصہ بیان کیا ہے کہ ایک شخص کے تین بیٹے تھے۔ وہ ترکہ میں ایک باغ بچھا گیا جس میں دوسے تھے۔ اس میں کھیتی بھی تھی۔ سارا ترکہ اس کی پیدادار سے سودھتا۔ باپ کے زمانہ میں عادت تھی کہ جس دن میرور توڑا جاتا یا کھیتی کھتی تو شرکے سب غیر محتاج جمع ہو جاتے۔ یہ سب کو خوشوارا بہت دیتا۔ اسی سے برکت تھی۔ اس کے انتقال کے بعد بیٹوں کو خیال ہوا کہ فیروز جو اٹھ سال لے جاتے ہیں وہ اپنے ہی کام آئے تو غریب ہو۔ کیوں ہم اپنی تدبیر نہ کریں کہ فیروز کو کچھ دینا نہ پڑے۔ اور ساری پیدادار ٹکڑ میں آٹھ تہہ آپس میں مندرہ کر کے یہ رستے قرار پائی کہ صبح سویرے ہی میرور توڑ کر ٹکڑ لے آئیں۔ فیروز جابھیں گے تو کچھ نہ پائیں گے اور اپنی اس تدبیر پر ایسا یقین جما لیا کہ انشاء اللہ بھی نہ کہا۔ رات کو بگولا اٹھا آگ لگی یا کوئی اور آفت پڑی۔ سب کچھ کھیت اور باغ صاف رہا۔ وہ سب سوتے ہی رہے صبح ہوتے ہی آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اگر تم نے پہلے ٹوڑنا ہے تو سویرے ہی چلو۔ ان کو یقین تھا کہ اب جاکر سب پیدادار اپنے قبضہ میں کر لیں گے۔ وہ زمین کھیتی اور درختوں سے ایسی مٹا ہو چکی تھی کہ وہاں بچنے کو پھان نہ ملے۔ سمجھے کہ ہم راہ بھول کر کہیں اور جگہ مل آئے۔ پھر جب غز کیا تو سمجھے کہ جگہ تو وہی ہے۔ مگر ہماری قسمت چھوٹ گئی۔ اور حق تعالیٰ کی راہ سے ہم عروص کے گئے۔ مگر باقی مال میں بیٹا سمجھ دار تھا۔ اس نے مندرہ کے وقت متنبہ کیا ہوگا کہ اللہ کو منت بھولو۔ یہ سب اسی کا انعام سمجھو اور غیر محتاج کی خدمت سے دریغ نہ کرو۔ جب کسی نے اس کی بات پر کان نہ دھرا۔ چپ ہو رہا۔ اور آخری کارشیک حال ہو گیا۔ اب یہ تیار ہی دیکھ کر اس نے پہلی بات یاد دلائی۔ اب اپنی فقیرانہ اعتراف کر کے غریب کی طرف درود بھجوتے آہد جیسا کہ عام مصیبت کے وقت قاعدہ ہے۔ ایک دوسرے کو الزام دینے لگے۔ ہر ایک دوسرے کو اس مصیبت اور تباہی کا سبب گردنہ تھا۔ آخر میں سب مل کر بچنے لگے کہ راجی ہادی سب کی تبادلی تھی۔ کہ ہم نے فیروز محتاجوں کا حق مانا چاہا اور حوص و ملے ہیں

اصل جی کو بجھے۔ یہ ہر کچھ غریبی آئی اس میں ہم ہی قصور وار ہیں۔ مگر اب بھی ہم اپنے رب سے نا امید نہیں۔ کیا مجب ہے وہ اپنی رحمت سے پہلے باغ سے بہتر باغ ہم کو عطا کر دے۔ یہ تو دینا کے عذاب کا ایک چھوٹا سا نمونہ تھا۔ جسے کوئی ٹال نہ سکا۔ جلا خوت کی اس آفت کو کون ٹال سکتا ہے۔ سمجھو ہر تر آدمی یہ بات سمجھے۔

حضرت مولانا شبیر اعظمی (رحمۃ اللہ علیہ) کے لئے سائل اس کے روزوارہ پر اللہ کا ہدیہ ہے۔ ظاہر ہے کہ ہدیہ اچھی طرح قبول کرنا چاہیئے۔ بالخصوص خدا کا ہدیہ پس سائل کی خوب خدمت کرنی چاہیئے۔ تین آدمیوں میں سے ایک کے پاس دس دینار تھے۔ اس نے اس میں سے ایک دینار صدقہ کر دیا۔ دوسرے کے پاس دس اونچیر تھے۔ اس نے اس میں سے ایک اونچیر صدقہ کر دیا اور تیسرے کے پاس سو اونچیر تھے۔ سو اس نے ان میں سے دس اونچیر صدقہ کر دیئے۔ یہ سب لوگ ثواب میں برابر ہیں۔ کیونکہ ہر ایک نے اپنے مال کا دسواں حصہ خیرات کیا ہے۔ اللہ مال کو نیت پر ثواب دیتے ہیں۔ چونکہ ہر ایک نے اپنے مال کے اعتبار سے دسواں حصہ خیرات کیا۔ اس لئے سب کو برابر ثواب ملے گا۔ ایک دینار دس درہم کا ہوتا ہے۔ اور ایک درہم چار کٹے سے کچھ زائداً کا اور اونچیر چالیس درہم کا ہوتا ہے۔

سچی کہانی

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی جنگل میں تھا۔ ایک اس نے بدلی بیغ آواز مسمیٰ کو غلاں شخص کے باغ کو پانی دے۔ اس آواز کے ساتھ وہ بدلی پہلی اور ایک شگستان میں خرب پانی برسا۔ اور تمام پانی ایک ٹال میں جمع ہو کر چلا۔ یہ شخص اس پانی کے پیچھے ہو گیا۔ دیکھتا گیا ہے کہ ایک شخص باغ میں کھڑا ہوا۔ بیلچہ سے پانی پھیر رہا ہے اس نے اس باغ والے سے پوچھا کہ اسے نہایت خفا تھا کہ اس نے پانی میں سنا تھا۔ پھر باغ والے نے پوچھا کہ اسے بندہ خدا تو میرا نام کیوں دریافت کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے اس بولی

میں جس کا یہ پانی ہے ایک آواز مسمیٰ۔ اس کو تیرا نام ہے کہ کہ اس کے باغ کو پانی دے۔ تو اس میں عمل کیا کرتا ہے کہ اس قدر متنبہ ہیں۔ اس نے کہا۔ بہت قریب سے پھر پھر تو مجھ کو کشتا ہی پڑا۔ میں اس کی نگ پیدادار کو دیکھتا ہوں اور اس میں سے تنافی نکالت کرتا ہوں۔ ایک تنافی اپنے لئے اور بال بچوں کے لئے رکھ دیتا ہوں۔ اور ایک تنافی پھر اسی باغ میں لگا دیتا ہوں۔

سہمان اللہ! کیا خدا کی رحمت ہے کہ جو اس کی اطاعت کرتا ہے۔ اس کے کام غیب سے اسی طرح سوانہام پر جاتے ہیں کہ اس کو خیر بھی نہیں ہوتی۔ بیشک سچ ہے جو اللہ کا ہو گیا۔ اللہ اس کا ہو گیا۔ (رانی پھو)

تبصرہ

سنداء الفرحان
مع الفتاویٰ
علی ملتہ

دوران القردان

مؤلفہ

حکیم شمس الدین قریشی
دالاشاعت قریشی دوانانہ
ٹیکسٹ صانع راولپنڈی

قیمت ۱۵

صفحات ۲۰

شرف نے چند آیت مستحکماتی احادیث اور چند ایک مستحکمات مسطوروں کے خیالات پیش کئے ہیں تاکہ مسلمانوں کو قرآن مجید پڑھنے اور سمجھنے کا شوق پیدا ہو۔ نیز یہ بھی واضح کیا ہے۔ کہ علماء سود۔ سابل جبر۔ ضرب زدہ تعلیم یافتہ طبقہ اپنے عمل زبان اور فکر سے اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں اور حق پرست علماء کو ہر ممکن طریقہ سے ہدام کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ یعنی مسلمان غریب سے آزاد ہوتا جا رہا ہے۔

بہشت و زہ خدایہ الدین لاہور۔ ٹیکسٹ صانع شمس الدین احمد صاحب قریشی دوانانہ سے حاصل کریں۔

ہفتہ وار خبریں

نیویارک - ۵ جنوری۔ ایوان اقوام متحدہ کے صدر دفتر سے اعلان کیا گیا ہے کہ سلامتی کونسل ۱۷ جنوری کو کشمیر کے مسئلے پر پھر غور شروع کرے گی۔

انچور - ۵ جنوری۔ بعض فرانسیسیوں کے سابق قتل پر گزشتہ روز تقریباً ایک سو فرانسیسی پیراشٹ کے ذریعہ انچور شہر میں آئے۔

پورٹ سید - ۵ جنوری۔ اگرچہ اقوام متحدہ کی فوج کے کمانڈر نے بیٹھوں کی ہے کہ مارچ تک اپنا رٹن دینی یا ۲۵ فٹ تک پورے جہازوں کو منہ سونہ سے گزانا ممکن ہو جائے گا۔ لیکن اس بات کی گارنٹی نہیں کی جا سکتی کہ نہر سمیڈ کینک ٹریک کے لئے مکمل جائے گی۔

لندن - ۵ جنوری۔ امریکی ایشیا کے مسائل کی ذمہ داری امریکی پالیسی پر تبصرہ کرتے ہوئے اخبار نیوز کرائیکل نے عرب اسرائیل مسائل کے لگا کر حل نہ ہو سکنے کے باعث جو صورت حال پیدا ہو چکی ہے۔ وہ انگریز صدر پر اقوام متحدہ کی حمایت فیصلہ کن آزمائش ہے۔

لندن - ۵ جنوری۔ پاکستان کے وزیر خارجہ ملک فیروز خان لون پٹھ کا مسئلہ سلامتی کونسل میں دوبارہ پیش کرنے کے لئے نیویارک جاتے ہوئے لندن ٹھہر گئے ہیں۔ آج انہوں نے برطانوی حکومت کے سرکردہ لیڈروں سے اہم بات چیت کی۔

لون - ۵ جنوری۔ چین کے طاقت خانے نے آج یہاں ایک اعلامیہ جاری کیا ہے۔ جس میں اعلان کیا گیا ہے کہ برطانوی طیارے اور ٹینک یمن پر بمباری کر رہے ہیں۔

پشاور - ۵ جنوری۔ کچ یہاں اعلان کیا گیا ہے کہ جب تک ماہرین کے داخل کئے ہوئے دواوی کے قضاہ نہیں ہوتے۔ مقامی لوگوں کی امانتوں کو پھینکا نہیں جائے گا۔

پشاور - ۱۹ جنوری۔ آج یہاں اعلان کیا گیا ہے کہ غیر آباد ماہرین کے لئے پشاور میں گورنر تعمیر کئے جائیں گے اور ان کو ان گورنروں میں مستقل طور پر کباب کیا جائے گا۔

لاہور - ۱۹ جنوری۔ آج جوں و کشیر اسم کافرس کی ایڈیٹریٹی نے اقوام متحدہ سے پُر زور مطالبہ کیا ہے کہ وہ کشمیر کے تنازعہ کو حل کرنے کے مسئلے میں اپنی قراردادوں کو فوری طور پر عملی جامہ پہنائے اور با عزت طور پر اپنی ذمہ داریاں سے عہدہ برآ ہو۔

کراچی - ۱۹ جنوری۔ صدر شام۔ آج تیسرے پر بہب پاکستان کے دس روزہ سرکاری دورہ پر کراچی پہنچے تو کراچی کے عوام نے ان کا شاندار طریقے پر استقبال کیا جو ہمیشہ یادگار رہے گا۔

کراچی - ۱۹ جنوری۔ مسلم ہوا ہے کہ مشرقی پاکستان کی صوبائی اسمبلی کا بیٹ اجلاس مارچ کے چوتھے ہفتے میں ہوگا۔

کراچی - ۱۹ جنوری۔ شام کے صدر نے آج یہاں اعلان کیا ہے کہ پاکستان کے مسائل پوری دنیا سے عرب کے اپنے مسائل کی حیثیت میں پاکستان کا ہر ایک مسئلہ پوری دنیا سے اسلام کے نزدیک اپنا مسئلہ ہے۔

کراچی - ۱۹ جنوری۔ وزارت خارجہ کے ایک ترجمان نے آج ایک اعلان میں بھارتی وزیر اعظم کے اس الزام کی بدنامی زد کیا ہے کہ پاکستان بھارتی قعدوں میں خطرہ بن کر رہا ہے۔

لاہور - ۱۹ جنوری۔ حکومت مغربی پاکستان نے اعلان کیا ہے کہ سب شخص کو کوئی متروکہ جائیداد کی جائیگی اس کے مرنے کے بعد اس جائیداد کی الاٹمنٹ مزد بخود اس کے لائسنس کے نام ہو جائے گی۔

بھارتی حکومت کا شہنشاہ صفحہ ۱۱ سے آگے لگ جاتا ہے۔" اب سید دفتر خط پورے کھل کر ڈاک میں ڈالنے کے لئے چلا جاتا ہے۔

ہاجراں - امید ہے پرسوں تک میری بیٹیوں کو خیر ہو جائے گی۔

اکبر - ضرور ہو جائیگی۔ خدا کرے۔ جلدی آجیاتی

سید - اس دفعہ بڑا بے چین ہے۔ ہاجراں مجھ کو خیر ہی ہے کہ میں نے زہرہ اور صفیہ سے بشیر اور سید سے زیادہ ہی پیار کیا ہوگا۔

ہاجراں - ۱۷ بیٹیاں باپ سے زیادہ پیار لیتی ہیں۔ اور بیٹے ان سے۔

اکبر - بیٹیوں میں بچوں کی نسبت اخلاص اور خدمت کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔

ہاجراں - یہ ٹھیک ہے۔ مگر یہ بیگانہ گھر کی ذات ہوتی ہیں۔ آخر بیٹے ہی بڑھلے

میں کام آتے ہیں۔ مگر باری پر فیسی تیار بشیر تو نندیاں کے اس قدر پتے پڑھ گیا

ہے کہ اس کو بھاری اس بے بسی کا خیال تک بھی نہیں آتا ہے۔

"سید ڈاک خانے سے واپس کر اکبر کے پاؤں دبا لے لگ جاتا ہے۔"

ہاجراں - سید! تو بھی کل کو بشیر کی طرح اپنی بیوی کا ہی ہو جاتے گا۔

سید - نہ امان جان میں تو شادی ہی نہیں کراؤں گا۔

اکبر - تین بیٹا ہم تیری شادی ضرور کریتے (خوش ہوتا ہے)

ہاجراں - ماں یاد آگیا۔ مولوی عبدالعزیز کو بھی کیوں نہ لکھ دیں۔ کتنی نیک اور ہمدرد بیٹا ہے۔ ماں باپ کا فرمانبردار ہے۔ شاید بشیر کو اور کچھ سمجھائے۔

زندیاں اپنے مال بچوں میں منٹوں ہے۔ صحن میں کام کرتی پھرتی ہے۔

اور بے لکڑی کے عالم میں کچھ گشتاقتی بھی ہے۔ شام کا وقت

ہے کھانا تیار ہو چکا ہے۔ لہذا تمام کتبہ روٹی کھانے کے لئے بیٹھ

گیا ہے۔ (راتی پھر)

دو شعر

غافل تھے گھر وال یہ دیتا سے منادی
گردوں نے کھڑی عمر کی اک اور گھٹادی

ہمیشہ کے لئے رہنا نہیں اس دار فانی میں
کچھ ایسے کام کر لو چاردن کی زندگی میں

